مُلّا صَدرا

کے

اِلٰہیاتی افکار

ڈاکٹر محمد ریاض

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006
اقبال اکادمی پاکستان

علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

اہلِ دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

مولانا صدر الدین محمد (۹۷۹ء - ۱۰۵۰ھ) شیرازی معروف بہ "آخوند ملا صدرا" عظیم متاخر ایرانی فلاسفہ میں سے تھے۔ وہ فلسفۂ ابن سینا کے شارح تھے۔ ان کے اساتذہ میں میر داماد اور شیخ بہائی معروف ہیں۔ ان کے شاگردوں میں ملا محسن فیض کاشانی اور ملا عبد الرزاق لاہیجی کے نام سر فہرست ہیں۔

علامہ اقبال نے اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ "ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقا" لکھا (۱۹۰۷ء) تو صدر المتالہین ملا صدرا کے سلسلے میں ان کا مطالعہ بالواسطہ رہا۔ وہ اس فلسفی کی زبردست منطق کی توصیف کرتے ہیں مگر ڈے گوبی نیاں کا ایک قول بھی نقل کرتے ہیں کہ "ملا صدرا، فلسفۂ ابن سینا کے شارح اور اس کی تجدید کرنے والے ہیں"۔

"تاہم وہ اس واقعہ کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ ملا صدرا کا یہ نظریہ کہ موضوع و معروض میں عینیت ہے، ایک آخری قدم ہے جو ایرانی عقل نے مکمل وحدت کی طرف اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"[۴]

اپنے مذکورہ مقالے کے باب ششم میں اقبال نے ملا ہادی سبزواری اسرار (۱۲۱۲ - ۱۲۸۹ھ) کا زیادہ[۵] ذکر کیا اور ان کی کتاب "اسرار الحکم" کی رو سے ان کا نظام تفکر بھی واضح کیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ملا ہادی نے ملا صدرا کی بعض کتابوں کے حواشی اور شروح لکھی ہیں[۶]

پروفیسر محمد اکبر منیر سیالکوٹی (۱۸۹۵ء - ۱۹۸۱ء) ۱۹۱۸ء تا ۱۹۳۲ء کی علامہ اقبال سے مکاتبت رہی۔ وہ ایک زمانے میں مقیم ایران رہے۔ علامہ کے ۳۰ جنوری ۱۹۲۲ء کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے

IqbalCyberLibrary.net

منیر مرحوم سے ملّا صدرا کی تفسیرِ قرآن منگوا رکھی تھی۔ اس متوقع عجیب و غریب کتاب کے لیے وہ سراپا انتظار تھے۔ وہ ملّا صدرا کے بارے میں معروفِ مطالعہ ہونے کا ذکر کرتے ہیں اور اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ ملّائے موصوف کے بارے میں کچھ لکھیں گے۔ بعد کے بے تاریخ خط میں وہ لکھتے ہیں:

"ملّا صدرا کی تصنیف بھی پہنچ گئی تھی۔ بعض مقامات تو خوب ہیں مگر
بحیثیت مجموعی اس کا پایہ تفاسیر میں بہت کم ہے"[۳]

برصغیر میں "شرح ہدایۃ الحکمہ" متداول درسی رہی۔ ایرانیوں کے علاوہ ملّا نظام الدین (م ۱۱۶۱ھ) اور ملّا بحر العلوم (م ۱۲۲۵ھ) نے اس پر حواشی لکھے ہیں۔ عرفِ عام میں اسے "ملّا صدرا" کہتے ہیں جس کی طرف علامہ اقبال نے اپنے محولہ بالا خط میں اشارہ کیا ہے۔ اسے "شرح الہدایۃ الاثیریہ" بھی کہتے ہیں۔ یہ اثیر الدین ابہری کی "الہدایہ" کی شرح ہے۔ انشاء اللہ خان کے مندرجہ ذیل شعر میں "صدرا" سے "ہدایۃ الحکمہ" مراد ہے۔

انشاء اللہ خان بڑے فاضل جید ہیں
"صدرا" پڑھے ہیں جن سے طالب علم آ کے

اردی بہشت ۱۳۴۰ھ ش / اوائل اپریل ۱۹۶۱ء میں ملّا صدرا کے چہار صد سالہ یوم ولادت کی مناسبت سے تہران یونیورسٹی کی "معقول و منقول" فیکلٹی نے ایک کانفرنس منعقد کروائی تھی۔ اس کانفرنس میں جو مقالے پڑھے گئے ان میں سے دو کو ہم ادنیٰ تصرفات کے ساتھ اردو میں منتقل کر رہے ہیں:

الف: ملّا صدرا کے تصانیف اور مقالات از استاد محمد تقی دانش پژوہ
ب: ملّا صدرا کے فلسفے اور الہیاتی افکار کی بنیادی باتیں از استاد جواد مصلح (مترجم) امید ہے کہ یہ دونوں مقالے جو بروشر کی صورت میں شائع ہوئے "ملّا صدرا کا ایک جامع معرفی نامہ" ثابت ہوں گے۔

الف: ملّا صدرا کی تحریروں کی فہرست[۴]

صدر الدین محمد بن ابراہیم بن شیرازی (۹۷۹ - ۱۰۵۰ھ) صدرائے شیرازی، ملّا صدرا اور صدر المتالہین کے طور پر مشہور ہیں۔ وہ عہدِ صفوی کے جامع اور صاحبِ نظر فلاسفہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی تحریروں بالخصوص "اسفار" میں دوسروں کی تحریریں جمع کرنے کی روش اختیار کیے رکھی مگر تعقّل، خیال، مثل، حرکت اور عالم، نفس اور معاد کے حدوث کے بارے میں ان کی اپنی رائے اور خاص فکر ہے یہ مخصوص فکر

دوسروں کے ہاں بہت کم جلوہ گر ہوئی ہے۔

صدرائے شیرازی کی مسلّم تحریروں کی مجموعی تعداد ۴۰ کتابیں، رسالے، مقالے اور نامے ہیں۔ ان میں "سہ اصل" کے سوا تمام عربی میں ہیں۔ یہاں ہم ان سے آگاہ ہوں گے۔ فہرستوں اور تذکروں میں ان سے منسوب گیارہ مزید کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے بعض صدر الدین محمد دشتکی شیرازی کی ہیں، بعض ملا صدرا کے بیٹے کی اور بعض شاید ملا صدرا کی کتابوں کے دوسرے ناموں سے مذکور ہیں۔ بعض آثار کے قلمی مخطوطے چونکہ میں نے نہیں دیکھے، اس لیے ان کے بارے میں اظہارِ رائے مشکل ہے۔ ہم درست منسوب شدہ تصانیف کے ذکر کے بعد ان مشکوک و مجہول تحریروں کا بھی تذکرہ کریں گے۔

الف: صحیح اور قابلِ یقین انتساب والی تصانیف

۱۔ اتحاد العاقل والمعقول:

علامہ تہرانی کے بقول (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۱ ص ۸۱) یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ اتصاف الماھیۃ بالوجود:

اسے الاسفار الاربعہ بھی کہا جاتا ہے۔ مطبوعہ ہے۔

(i) مجموعہ رسائل: تہران ۱۳۰۲ھ میں شامل ہے۔

(ii) علامہ حلی کے رسالہ الجوہر النضید کے ساتھ شائع ہونے والے رسالہ التصور والتصدیق کے حاشیے میں بھی شائع ہوا ہے۔ (تہران ۱۳۱۱ھ)

۳۔ اجوبۃ المسائل:

اس میں شمس الدین محمد گیلانی کے پانچ سوالوں کے جواب ہیں۔ یہ رسالہ "مبدأ و معاد" کے حواشی میں شائع ہو چکا ہے۔

۴۔ اجوبۃ المسائل النصیریۃ:

خواجہ نصیر الدین طوسی نے شمس الدین عبدالحمید بن عیسیٰ خسرو شاہی سے کچھ سوال پوچھے تھے جن کا انہیں جواب نہ ملا تھا۔ اس رسالے میں ان کا جواب ہے۔ یہ بھی "مبدأ و معاد" کے حاشیے میں شائع ہوئے (ص ۳۷۲ - ۳۹۱)۔ نیز "شرح ھدایہ" کے حاشیے میں بھی (ص ۲۸۲ - ۲۹۲)۔ مصنف نے اپنے "اسفار"

میں اس رسالے کا ذکر کیا ہے۔ (سفر ۴ باب ۲ فصل ۵)

۵۔ اسرار الآیات و انوار البینات:

عارفانہ اور فلسفیانہ تفسیر ہے جس کا ایک مقدمہ اور دس مشہد (باب) ہیں۔ ملا علی نوری نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔ (مطبوعہ لیتھو تہران ۱۳۱۹ھ)

۶۔ اکسیر العارفین فی معرفۃ الطریق الحق و الیقین:

اس کے چار مبحث (فصل) ہیں۔ رسائل کے مجموعے میں اس کی لیتھو طباعت ہو چکی۔

۷۔ التشخیص، مقالۃ فی تحقیق:

مجموعہ رسائل میں یہ بھی طبع ہو چکا۔

۸۔ التصور و التصدیق:

دیکھیں تصنیف ۱۲ (ا) بالا میں اس کا ذکر۔ اس رسالے میں اپنے موضوع پر منطقی بحث ہے۔ قطب الدین رازی کی شرح شمسیہ و مطالع اور ان کے رسالہ تصور و تصدیق پر انتقاد ہے (ص ۱۹ اور بعض دیگر مقامات پر) ص ۸ پر اسفار کا ذکر بھی ہے۔

کما حققنا ذلک فی اسفارنا الالٰھیۃ .....

۹۔ التفسیر:

مصنف نے اسے اپنے عارفانہ اور فلسفیانہ افکار کے مطابق لکھا۔ اگرچہ یہ بھی کہا ہے کہ "تبعاً لفلسفۃ لا یطابق قوانینھا قوانین الشریعۃ"۔ اس تفسیر میں مندرجہ ذیل سورتوں اور آیات کی توضیحات ہیں:

سورۂ فاتحہ و بقرہ تا آیہ "کونوا قردۃ خاسئین" (آیہ ۶۵)۔ سورۂ واقعہ۔ حدید۔ جمعہ۔ اعلیٰ۔ زلزال۔ ضحیٰ۔ طارق۔ طلاق اور آیات کرسی و نور اور "و تری الجبال تحسبھا جامدۃ" (۸۸۔ نمل)۔

اس تفسیر میں ابن سینا سے منسوب سورۂ اعلیٰ کی تفسیر کے کئی بند منقول ہیں۔ (یہ تفسیر اصل میں امام فخر الدین رازی کی ہے مگر مصنف نے اس کا کوئی ارجاع نہیں کیا) اس تفسیر کے بعض اجزا لیتھو طباعت سے آراستہ ہو گئے ہیں؛ تہران ۱۳۲۰ھ

سورۂ اعلیٰ "کشف الفوائد" کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر شائع ہوئی ہے۔ التفسیر کے مخطوطات میں سے ایک دانش گاہ تہران کے دانش کدۂ ادبیات کے کتب خانے میں بھی موجود ہے۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

۱۰۔ التنقیہ:

عربی میں منطق کی کتاب ہے متأخر مصنفوں کی روش پر عمدہ رسالہ ہے اور اس کے عنوانات واضح ہیں۔ میں نے میرزا طاہر تنکابنی کے مخطوطے سے اس کی ایک نقل تیار کی ہے۔ . . . . رسالے کی ابتدائی اور انتہائی عبارات لکھ دی جاتی ہیں:

آغاز:

الحمد للہ الذی رفع سما العقل الهادی الی اصول الرای وفروع النقل . . . . . وبعد فانی مهدت وهاد ایات من المنطق الی اصول منقحا فصولها عن فضول

اختتام:

ومن یجعل اللہ له نوراً فما له من نور (۴۰: نور) قد تم الکتاب المستطاب الشریف الموسوم بالتنقیہ لصدر الافاضل

۱۱۔ حاشیہ شرح حکمۃ الاشراق:

اس رسالے میں خاص عرفانی طریقے اور اپنے فلسفۂ مشائی سے مصنف نے فلسفۂ اشراقی سے بحث کی ہے رسالہ ۱۳۱۵ھ میں شرح مذکور کے حاشیے میں شائع ہو چکا۔ اس میں مصنف نے اسفار اربعہ (ص ۳۹) اور شواہدِ ربوبیہ (ص ۵۲۵) کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۲۔ حاشیۃ الشفاء:

ابن سینا کے "الٰہی شفا" کا حاشیہ ہے اور کتاب مذکور کے ساتھ اسی نام سے شائع ہوا ہے (تہران ۱۳۰۳ھ)۔ اس حاشیے میں مصنف اپنی کتب و رسائل از آنجملہ "اسفار اربعہ" کا ذکر کرتا ہے (ص ۱۳۶، ۱۷۹ اور ۲۱۱)

۱۳۔ رسالہ فی حدوث العالم:

رسالہ "مجموعۂ رسائل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مصنف نے اپنے خاص اسلوب سے حدوثِ عالم سے بحث کی ہے اور اپنے استاد میر سید داماد کے نظریۂ حدوثِ دہر کو تسلیم کیا ہے۔ یہ بحث مصنف کے اسفار میں بھی موجود ہے۔ اس رسالے کی بحث "اسفار" کے طرز پر ہے۔ اس رسالے میں "الشواھد الربوبیہ" سے استناد ہے۔ (ص ۷۹ - ۱۰۲)۔ تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں اس رسالے کے دو مخطوطے موجود ہیں۔ شمارہ ۲۶۰۸، اور ۲۶۰۲۔ دوسرے میں اختتامیہ غائب ہے البتہ اس میں ایک خط بطور ضمیمہ شامل ہے۔ اس میں ملا صدرا شمس الدین گیلانی کو لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ انہوں نے

۲۵۔ الشواہد الربوبیہ :

متداول کتاب ہے۔ فلسفیانہ مسائل کی فہرست بندی ہے۔ صدرا نے ان مسائل کے جواب کی خاطر اپنی کتابوں کی طرف ارجاع کیا ہے۔

۲۶۔ الشواہد الربوبیہ فی المناہج السلوکیہ :

یہ مختصر اور پُرمعنی کتاب پانچ مشہدوں (فصول) پر مشتمل ہے۔ ملا ہادی سبزواری نے اس پر "ذیل" لکھی۔ یہ مع اصل متن شائع ہو چکی۔ (تہران ۱۲۸۶ھ)۔

ملا علی بن جمشید نوری مازندرانی / اصفہانی نے بھی اس پر حاشیہ لکھا ہے۔ ابوالقاسم بن احمد یزدی نے ۱۲۳۵ھ میں شہزادہ محمد ولی میرزا بن سلطان فتح علی شاہ قاچار کی فرمائش پر اس کتاب کو فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ بشمارہ ۴۰۴ مشہد کے کتب خانہ آستان قدس رضوی میں موجود ہے۔

۲۷۔ رسالہ فی المسألۃ القضاء والقدر فی افعال البشر :

"رسالۃ الجبر والتفویض" یا "الجبر والقدر" اس کے گویا دوسرے نام ہیں۔ ... "مجموعہ رسائل" میں شائع ہو چکا ہے (۱۳۰۲ھ)

۲۸۔ کسر اصنام الجاہلیہ فی ذم المتصوفین :

چار مقالوں، مقدمے اور خاتمے پر مشتمل ہے۔ موضوع حسبِ عنوان ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ "مجلس" تہران میں موجود ہے۔ فہرست جلالہ ص ۱۰۹

۲۹۔ مقالہ فی لمیۃ اختصاص المنطقۃ بموضع معین من فلک :

علم ہیئت کے بارے میں اس رسالے کا مخطوط کتب خانہ آستان قدس رضوی میں ابن سینا کی الشفاء کے ساتھ موجود ہے۔ فہرست جلالہ ۲۰۱

۳۰۔ المبدا والمعاد :

اس میں مصنف نے ابن سینا کے اسی نام کے رسالے کی پیروی کرنے کی کوشش کی ہے۔ رسالے کے دو فن یا موضوع ہیں۔ تین مقالوں میں ربوبیات کی بحث ہے اور چوتھے میں قیامت کی۔ شروع میں مقدمہ ہے۔ حاج ملا سبزواری نے اس پر حواشی لکھے ہیں۔ کتاب مع حواشی سبزواری شائع ہو چکی ہے — (تہران ۱۳۱۴ھ)۔

۳۱۔ متشابہۃ القرآن :

اس کی چھ فصول ہیں۔ اس دینی موضوع پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے فلسفیانہ اور عرفانی

پیروی کی ہے۔ افلوطین، کندی، فارابی، عامری، ابن سینا، مسکویہ رازی، شہرستانی، ابوالبرکات، ابن عربی، شیخ اشراق، امام غزالی، نصیر الدین طوسی، دشتکی، دوانی اور دوسروں کے اقوال بڑی تعداد میں اس میں نقل ہوئے ہیں۔ ان دانشمندوں کی کتب سے رجوع کیے بغیر "اسفار" کا طبع کروانا بے فائدہ ہے۔ ملّا صدرا کے خاص افکار اسی وقت نمایاں ہونگے جب اس کتاب بزرگ کو انتقادی طور پر شائع کیا جائے۔ یوں معلوم ہوگا کہ ان معروف یا غیر معروف افراد کی کتابوں کی عبارات اس کتاب میں کس حد تک وارد ہیں اور کونسی عبارات، اور آراء خود مصنّف کی ہیں۔ مثلاً شاید سب کا یہ خیال ہو کہ "حدوثِ دھری" کی بات شاید میر سید داماد کی ہو مگر شمس الدین گیلانی کے رسالہ "حدوثِ عالم" اور مسعود مروزی کے موثر خطبے کی شرح پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ میرداماد کا تفکر مذکورہ دونوں کتابوں پر مبنی ہے۔

۱۷۔ خلق الاعمال:

"مجموعۂ رسائل" میں یہ رسالہ ۱۳۰۲ھ اور علامہ حلّی کی "کشف الفوائد" کے ساتھ ۱۳۰۵ھ میں شائع ہوا۔

۱۸۔ دیباچۂ عرش التقدیس:

میرداماد کے رسالے کا دیباچہ ہے۔ تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں اس کا مخطوطہ موجود ہے (قلمی نسخوں کی فہرست شمارہ ۲۹۹)۔

۱۹۔ دیوانِ اشعار

ان اشعار کو ملّا صدرا کے شاگرد فیض کاشانی نے جمع کیا ہے۔ ان کا منتخب قلمی نسخہ جو کاشانی کے خط میں ہے، کرمان شاہ میں حاج آقا ضیاء بن حاج آقا مہدی کے پاس مجموعے میں موجود ہے۔ ایک رباعی سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری عمر میں ان کی بصارت جاتی رہی تھی۔ (دیکھیں الذریعہ ج ۹ شمارہ ۶۰۰۰) ان کے اشعار کا ایک منتخب مجموعہ تہران یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ یہ اشعار بے لطف اور پھیکے ہیں۔

۲۰۔ الرسالۃ القدسیہ فی اسرار النقطۃ الحسیہ المشیرۃ الی اسرار الہویۃ الغیبیۃ:

اس کا موضوع علمِ حروف اور عارفوں کے طریقے کے مطابق نقطے کا بیان ہے۔ یہ رسالہ مصنّف کے رسالے "مبدأ و معاد" کے حاشیے میں شائع ہو چکا ہے۔

۲۱۔ سریان نور وجود الحق فی الموجودات:

اس کا ایک قلمی نسخہ مشہد میں ہے (نمبر ۶۵۵ کتب خانۂ آستانۂ قدس رضوی)۔ یہاں اس کا انتساب فیض کاشانی سے ہے مگر مجموعۂ رسائل میں صدرائے شیرازی سے منسوب ہو کر شائع ہوا ہے۔ اس کے بعض بند امام غزالی کے فارسی مکتوبات پر مشتمل ہیں اور بعض "تحقیق زمان و مکان" اور "فصل الکتاب" سے ماخوذ ہیں۔

۲۲۔ سہ اصل (فارسی):

فقہا و مجتہدین پر اس میں انتقاد کی بنا پر آستانِ قدس رضوی مشہد کے کتب خانے والے نسخے کا عنوان "رسالہ در رد منکرین حکمت" ہے اور برٹش میوزیم لائبریری لندن کے قلمی نسخے کا "رسالہ در طعن بر مجتہدین"۔ رضا قلی خان ہدایت نے "روضۃ الصفا" کے "ذیل" میں لکھا ہے: "فارسی رسالہ موسوم بہ سہ اصل کو مصنف نے زہد، ذکر خوانی اور تصوف کے طریق پر مبدا و معاد کی تحقیق کے ضمن میں لکھا اور آیات و احادیث کی مدد سے مطالب واضح کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ بہت مفید مگر کم یاب ہے"۔

استاد (محمد تقی) مدرس رضوی کے پاس ایک مجموعۂ رسائل ہے جس میں "سہ اصل" اور بعض دیگر رسالے شامل ہیں:

۱۔ التطہیر از فیض کاشانی: یہ مصنف کے رسالہ "نخبہ" کا خلاصہ ہے۔

۲۔ فیض کاشانی کی تصنیفات کی فہرست: (محجۃ البیضاء ج ۲، مؤلفہ سید محمد مشکوٰۃ کے دیباچے کے مطابق)۔

۳۔ ایضاً: اس میں پانچ پانچ کتابوں کی گروہ بندی کی گئی ہے۔ مصنف نے ۲۰ تا ۸۳ سال کی عمر تک لکھی جانے والی اپنی کتابوں کی فہرست بندی کی ہے۔ کل تعداد ننانوے ہے۔

۴۔ کیفیۃ علم اللہ قبل الایجاد (عربی): تحریر ۱۰۹۱ھ

آغاز: املاہ ادام اللہ فیضہ فی جواب کتابۃ بعض الافاضل من سکان "الابہر" الی المحقق الاستاذ العلامہ رفع اللہ قدرہ و اعلی مقامہ بعد ان سال زمرۃ علماء العصر فلم یجیبوہ بما یقوم علی ساق"

انجام: نقلہ من خطیدہ منحنا اللہ و معاشر الناھضین بجناح المعرفۃ والیقین بدوام خدمتہ فی اصفی العیش و ارغدہ

۵۔ آیۃ الامانۃ کی تفسیر (فارسی): آغاز عربی میں ہے: املاہ ادام اللہ فیضہ فی

جواب کہ رسالۃ عن آیۃ الامانۃ

۶۔ رسالہ مشواق از فیض کاشانی

۷۔ سہ اصل نوشتہ صدرالدین محمد بن ابراہیم بن یحییٰ شیرازی

یہ اس کتاب کا قدیم ترین قلمی نسخہ ہے جسے فیض کاشانی کے کسی شاگرد نے غالباً ۱۰۹۱ھ میں لکھا ہے

سہ اصل کی فہرستِ مطالب یوں ہے:

و۔ معرفتِ نفس سے ناآگاہی

ب۔ جاہ و مال کی محبت اور شہوات و لذات سے رغبت

ج۔ نفسِ امارہ کی فریب کاریاں اور مکار شیطان کی چالیں

مندرجہ بالا موضوعات ایک ایک فصل سے مربوط ہیں۔ بعد کی تین فصول میں ان امور کے خاتمے اور اثرات کا بیان ہے۔ دیگر فصول کے مضامین اس طرح ہیں:

و راہِ سعادت کی نصیحت اور راہِ شقاوت و بدبختی پر تنبیہ

و راہِ حق کی جستجو کے بارے میں

و علم کشف و مکاشفہ کیا ہے؟

و حقیقتِ ایمان

و حقیقتِ ولایت (دوستیٔ حق)

و مخلوق سے حق کی طرف اور حق تعالیٰ سے مخلوق کی طرف سیر و ارجاع

و نام نہاد شریعت شناسوں کی جہالت

و عملِ صالح اور علم نافع کے بیان میں

اس رسالے میں اخلاقی اور فلسفیانہ بحثیں ہیں۔ ملّا صدرا نام نہاد شریعت دانوں اور فقہا پر انتقاد کرتے ہیں۔ یہ رسالہ گویا انہوں نے کسی پر انتقاد کے لیے ہی لکھا ہے۔ علم کشف و مکاشفہ کی فصل کے آخر میں انہوں نے لکھا ہے:

"میرے عزیز! اگر علم وہ ہے جسے تو جانتا ہے اور جسے تو نے شریعت، تفسیر اور حدیث کا علم قرار دے رکھا ہے اور جو تو نہیں جانتا یا نہیں جان سکتا، اسے تو صحیح مانتا ہی نہیں تو اس سے علم کی کوتاہ دامنی — فضائے دل کی تاریکی، معرفت کی جولانگاہ کی تنگی اور بنیادِ عقل کی ناپختگی

واضح ہوگی۔ اپنے علم کو کمال نہ جان اور "فوق کل ذی علم علیم" (ہر صاحبِ علم سے بڑا عالم موجود ہے۔ از القرآن) کو پڑھ۔ جن حجابات، دھندلکوں اور رنگا رنگیوں میں تو محصور ہے اُن سے باہر آ تاکہ تجھے معلوم ہو کہ حجروں میں کس قدر بے نوری ہے۔"

آخر میں اشعار ہیں اور یہ اسلوبِ تخاطب:

گرچہ اینجا قباد و پرویزی
چوں سوالِ زرِ گل تنگی خیزی
گر توئی زهره و رز و سیمین خر
صد هزارم دوزخی و سیکن تر
در نقیبی و نیک شور انگیز
دیو خیزی برون رستاخیز

"عزیز انسان، میرا اب بھی ارادہ ہے کہ تجھ سے گفتگو کا طریقہ ترک نہ کروں اور نصیحت، خلوصِ نیت، نیک اندیشی اور اقبال مندی سے دست کشی نہ کروں۔ اگر تم میں نجابت ہے اور کچھ اثرِ انسانیت ابھی باقی ہے تو صحیح سنو، گو میرا گمان ہے کہ تم ایسا نہ کر سکو گے۔ تم اب تک کچھ تھے اور نہ تمہارا وزن و وقار ہی تھا۔ اگر تیرے کان ہوں، انسانی کان نہ کہ حیوانی لاتعداد کان، تو بات سن۔ نصیحت کی تلخ دوا پی اور جان لے کہ تجھے کیا کرنا چاہیے۔ تو سمجھ جائے گا کہ اب تک تو نے آخرت میں کام آنے والا کوئی عمل انجام نہیں دیا۔ جس مال و منصب پر تجھے ناز ہے اس سے ہزار عذاب و وبال تولید ہوگا اور جس عقل و دانش پر تجھے ناز ہے اس کا خرمن ایک جَو کی قیمت نہیں رکھتا۔"

رسالے کی ابتدائی اور اختتامی عبارات (کا ترجمہ) نقل کیا جاتا ہے:

آغاز:

"بے حد و انتہا ثنا اس پروردگار کے لیے سزاوار ہے جس نے پاک نہاد افراد کے بے کینہ سینے کو اپنی آیات بینات کا صحیفہ بنایا ہے۔ . . . .

اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن یحییٰ معروف بہ صدرا شیرازی کہتا ہے کہ:

بعض شر پیشہ اور مفسد دانشمندوں، منطقِ درست سے عاری واعظوں، ہدایت کے دائرے سے خارج لوگوں اور اطاعت و بندگی سے عاری نام نہاد شریعت دانوں نے مبدأ و معاد کے یقین کی راہ سے منحرف ہیں تقلید کی لگام گلے میں ڈال رکھی ہے اور درویشوں کی مخالفت کو اپنا شعار بنا رکھا ہے......

انجام:

...... اگر تو چاہے کہ ایمان اور صلاحِ کار کے معنی جانے اور مومن و صالح کی حقیقت سمجھے، تو یہ ان آیاتِ مبارک میں پڑھ لے کہ:

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت یھدیھم ربھم بایمانھم ...... واخر دعوٰیھم ان الحمد للہ رب العلمین۔

۹:۱۰ یونس

۲۳۔ شرح الکافی

کلینی کی الکافی کی شرح ہے بہ حدیث شمارہ ۵۱۲ تک جو کتاب الجحہ کے باب ۱۱ میں ہے۔ ملا صدرا اسے مکمل نہ کر سکے کہ موت نے آلیا۔ ۱۰۴۴ھ میں عقل، جہل اور توحید کی کتاب کو مکمل کیا...... ملا علی نوری نے اس پر حاشیہ لکھا۔ سید عبد الرزاق نے اسے تہران سے طبع کروایا ہے (۱۲۸۲ھ) ملا صدرا ابتدا میں لکھتے ہیں کہ وہ اگر دوسرے مشائخ کے اقوال نقل کرتے ہیں تو یہ حضرت علیؑ کے سخن حکمت کے مطابق ہے کہ "کہنے والے کو نہ دیکھو، کہی ہوئی بات پر توجہ دو"۔ شارح نے حدیث اول کی شرح میں شیخ بہائی، سید داماد اور شیخ زین العابدین کے اقوال نقل کیے ہیں۔

۲۴۔ شرح الہدایہ الاثیریہ:

اثیر الدین ابہری کی "الہدایہ" کی شرح ہے (مطبوعہ تہران ۱۳۱۲ھ)۔ اس میں "اسفار اربعہ" کا بھی ذکر ہے۔ حسبِ ذیل افراد نے اس پر جدا جدا حاشیے لکھے:

مولوی میرزا محمد حسن۔ آقا علی مدرس۔ محمد ہادی حسینی۔ میرزا ابو الحسن 'جلوہ'۔ ملا نظام الدین سہالوی (م ۱۱۶۱ھ) اور ابو العیاش بحر العلوم عبد العلی محمد (م ۱۲۲۵ھ)۔

اکثر حواشی شائع ہو چکے ہیں۔

۲۵۔ الشواھد الربوبیہ:

متداول کتاب ہے۔ فلسفیانہ مسائل کی فہرست بندی ہے۔ صدرا نے ان مسائل کے جواب کی خاطر اپنی کتابوں کی طرف ارجاع کیا ہے۔

۲۶۔ الشواھد الربوبیہ فی المناھج السلوکیہ:

یہ مختصر اور پُر معنی کتاب پانچ مشہدوں (فصول) پر مشتمل ہے۔ ملّا ہادی سبزواری نے اس پر "ذیل" لکھی۔ یہ مع اصل متن شائع ہو چکی۔ (تہران ۱۲۸۶ھ)۔

ملّا علی بن جمشید نوری مازندرانی/اصفہانی نے بھی اس پر حاشیہ لکھا ہے۔ ابوالقاسم بن احمد یزدی نے ۱۲۳۵ھ میں شہزادہ محمد ولی میرزا بن سلطان فتح علی شاہ قاچار کی فرمائش پر اس کتاب کو فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ بشمارہ ۴۰۴ مشہد کے کتب خانہ آستان قدس رضوی میں موجود ہے۔

۲۷۔ رسالہ فی المسألۃ القضاء والقدر فی افعال البشر:

"رسالۃ الجبر والتفویض" یا الجبر والقدر اس کے گویا دوسرے نام ہیں۔ ۔ ۔ ۔ "مجموعہ رسائل" میں شائع ہو چکا ہے (۲۰۲ھ)

۲۸۔ کسر اصنام الجاھلیہ فی ذمّ المتصوفین:

چار مقالوں، مقدمے اور خاتمے پر مشتمل ہے۔ موضوع حسبِ عنوان ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ "مجلس" تہران میں موجود ہے۔ فہرست جلالہ ص ۸۶

۲۹۔ مقالہ فی لمیۃ اختصاص المنطقۃ بموضع معیّن من فلک:

علم ہیئت کے بارے میں اس رسالے کا مخطوط کتب خانہ آستان قدس رضوی میں ابنِ سینا کی الشفاء کے ساتھ موجود ہے۔ فہرست جلالہ ۲۰۱

۳۰۔ المبداء والمعاد:

اس میں مصنف نے ابنِ سینا کے اسی نام کے رسالے کی پیروی کرنے کی کوشش کی ہے۔ رسالے کے دو فن یا موضوع ہیں۔ تین مقالوں میں ربوبیات کی بحث ہے اور چوتھے میں قیامت کی۔ شروع میں مقدمہ ہے۔ حاج ملّا سبزواری نے اس پر حواشی لکھے ہیں۔ کتاب مع حواشی سبزواری شائع ہو چکی ہے۔ (تہران ۱۳۱۴ھ)۔

۳۱۔ متشابہ القرآن:

اس کی چھ فصول ہیں۔ اس دینی موضوع پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے فلسفیانہ اور عرفانی

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

دلائل بھی دیے ہیں۔

۳۲۔ رسالۃ المزاج:

علم صحت کے بارے میں ہے۔ قلمی نسخہ کتب خانۂ آستانۂ قدس رضوی میں موجود ہے۔ فہرست مخطوطات جلد ۴ ص ۱۴۳

۳۳۔ المشاعر:

کتاب مقدمہ و خاتمہ اور آٹھ مشاعر (ابواب) پر مشتمل ہے (مطبوعہ ۱۳۱۵ھ تہران)۔ مطبوعہ نسخے میں بے ربطی سی نظر آتی ہے۔ یہ مختصر رسالہ معنی خیز ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ وہ پہلے "ماہیت" کو اصل جانتے تھے مگر اب ان کی رائے برعکس ہو گئی ہے۔ . . . . . . شیخ احمد احسائی نے اس کی شرح لکھی اور کچھ انتقاد بھی کیا۔ آخوند ملا اسماعیل اصفہانی نے شرح احسائی کی تردید لکھی۔ یہ "المشاعر" اور "اسرار الآیات" کے ساتھ (نصف نصف) شائع ہو چکی ہے۔ حاج ملا محمد جعفر لنگرودی لاہیجانی نے بھی اس کی شرح لکھی ہے۔ عماد الحکمۃ نامی کا درسی نصاب جسے بدیع الملک میرزا اعماد الدولہ دولت شاہی نے شرح و توضیح کے ساتھ مرتب کیا، المشاعر پر ہی مبنی ہے۔

آخوند ملا علی نوری، ملا زین العابدین، میرزا جلوہ و میرزا احمد اردکانی شیرازی نے نور البصائر فی حل مشکلات المشاعر . . . . . کے نام سے اس کی ایک اور شرح لکھی ہے۔

۳۴۔ المظاہر الالٰہیہ فی اسرار العلوم الکمالیہ:

اس کے دو باب اور مقدمہ و اختتامیہ ہے۔ مبدا و معاد کے حاشیے میں شائع ہو چکی ہے (تہران ۱۳۱۴ھ)۔

۳۵۔ رسالۃ فی المعاد الجسمانی:

حسب عنوان ہے۔ اس کی موجودگی کے لیے شمارہ ۲۹ دیکھ لیں۔

۳۶۔ مفاتیح الغیب:

کتاب شرح اصول کافی کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بیس مفتاح (ابواب) ہیں۔ بارہویں مفتاح میں مصنف نے اپنے رسالے "حدوث" کے مطالب پیش کیے ہیں۔ اس کتاب میں ملا صدرا نے اپنے فلسفیانہ افکار کو قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ کتاب مصنف کے مخصوص عرفان و فلسفہ میں پختگی کی مظہر ہے۔ ملا صدرا دیباچے میں ان لوگوں کے شاکی ہیں جو حکمت و عرفان کے دشمن اور مخالف ہیں۔

۲۷۔ **خامۂ ملا صدرا:**

Rieu کی فہرست میں مذکور ہے (ج۲ص ۱۷ام)۔ پوری جزیت معلوم نہ ہو سکی۔

۲۸۔ **سید داماد کے نام ملا صدرا کا مکتوب:**

اس کا قلمی نسخہ آستان قدس رضوی مشہد کے کتب خانے میں موجود ہے (فہرست جلد ۳ص ۱۰۹ مخطوط شمارہ ۵۹۰)

۲۹۔ **الواردات القلبیہ بالتبیحات القلبیہ فی معرفۃ الربوبیہ:**

یہ فلسفیانہ اور عرفانی رسالہ "شواھد ربوبیہ" کی طرح پُر معنی اور پُر مغز ہے۔ مجموعۂ رسائل میں ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مدح سراؤں اور خوشامدیوں کی مذمت ہے (ص ۲۰۸)۔

۳۰۔ **الوجود:**

حقیقت وجود پر اس رسالے کا ایک قلمی نسخہ تہران یونیورسٹی کی لانیکلٹی کے کتب خانے میں موجود ہے (فہرست نسخہ خطی کتب خانہ ص ۵۰۰)۔

ب۔ مشکوک و منحول تصنیف

...... ذیل کی اٹھارہ کتابوں کے عنوانات ...... میں مندرج ہیں۔ ہم نے انہیں ملاحظہ نہیں کیا۔ البتہ عنوانات لکھ دیے ہیں:

۱۔ آداب البحث والمناظرہ

۲۔ رسالہ فی اثبات واجب الوجود: بظاہر یہ ...... کا ہوگا۔ ایک مخطوطہ رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

۳۔ رسالہ فی اجوبۃ الاسئلہ

۴۔ الامانۃ

۵۔ رسالہ فی بحث المغالطات

۶۔ رسالہ فی بدء وجود الانسان

۷۔ رسالہ فی تجرید مقالات ارسطو

۸۔ حاشیہ انوار التنزیل

۹۔ حاشیہ الرواشح السماویہ

IqbalCyberLibrary.Net All Rights reserved. ©2002-2006

۱۰۔ حاشیہ الروضۃ البہیہ : بظاہر ملا صدرا کے بیٹے کا رسالہ ہے۔ دیکھیں الذریعہ : ج ۶ ص ۵۶

۱۱۔ حاشیہ شرح التجرید : دشتکی کا ہوگا یا ملا صدرا کے بیٹے کا۔

۱۲۔ رسالہ فی رموز القرآن

۱۳۔ شبہۃ الجذر الاصم : شاید دشتکی کا ہوگا

۱۴۔ رسالہ فی الفوائد

۱۵۔ القواعد الملکوتیہ

۱۶۔ رسالہ فی الکفر و الایمان : ایک نسخہ رضا کتب خانہ رامپور میں ہے

۱۷۔ رسالہ فی المباحث الاعتقادیہ

۱۸۔ المباحث القدسیہ

حالات اور خط

صدرائے شیرازی کے حالات کئی کتابوں میں ملتے ہیں..... جیسے روضات الجنات، المستدرک ج ۳ اور ریحانۃ الادب (ج ۲) میں۔ "الذریعہ" میں بھی جستہ وگریختہ ان کے حالات ملتے ہیں۔ ڈے گوبی نیان کی کتاب "ایشیائی ادیان"[۵۷] اور "شہنشاہ ایران کے یادنامہ" (رشید یاسمی، حرکت بوھری کا بیان) میں بھی ان کا مفصل ذکر ہے۔

ان کی تحریر کئی مخطوطات میں مشہود ہے: از انجملہ تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانہ میں "شرح ہدایہ"، "حدوث العالم" اور "مکتوب بنام شمس الدین گیلانی" دیکھے جا سکتے ہیں (شمارہ ۲۵۴، ۲۶۰۲ اور ۲۶۰)...... ان کے بیٹے محمد رضا شیرازی کی تحریر اور مہر "مجمع الفائدہ والبرہان" پر نقش ہے۔ اردبیلی کا یہ مخطوطہ کتب خانہ ملی فرہنگ تہران میں موجود ہے....."

صدر المتالہین کے فلسفیانہ اصول اور ذاتی عقائد[۵۸]

صدر المتالہین ملا صدرا کے فلسفہ کے اصل ارکان آٹھ اصول ہیں:

پہلا اصول : فعل اور تحقق میں وجود کی اصالت

دوسرا " : حقیقتِ وجود کی وحدت

تیسرا " : وجود کی حقیقت میں تشکیک

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved

چوتھا اصول : حرکتِ جوہریہ
پانچواں " : نفس کا جسمانی حدوث
چھٹا " : وجود کے تمام مراتب و مراحل میں مادے کی بقا اور صورت میں اس کا اتحاد
ساتواں " : کسی شے کا شے ہونا اس کی صورت سے ہے اور مادہ وجود کے سب یا بعض مراتب میں شے کے تعین کے ضمن میں قابلِ اعتبار ہے
آٹھواں " : مادہ ہر مرتبے میں اس مرتبے کی صورت کے مناسبِ حال رہتا ہے

پھر ان کے بعض خاص افکار اور جزدی یا کلی مسائل پر بحث کرنے اور دلیل و برہان دینے میں یہ نکتہ پیشِ نظر رہے کہ ان میں سے ہر ایک مذکورہ آٹھ اصولوں میں سے کسی ایک اصول پر مبنی ہوگا۔ ہم نے فلسفہ کی بعض اعلیٰ کتابوں بالخصوص "رسالۂ وجود" اور "رسالۂ توحید" میں ملا صدرا کے کلی اور جزدی افکار تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ یہاں ان کے فلسفیانہ افکار کا ایک اجمال اور تلخیص پیش کرنا مقصود ہے۔

صدر المتالہین کے فلسفیانہ اصول حکمت کے تینوں شعبوں عالمِ امور، الٰہیات اور طبیعیات سے مربوط ہیں۔ انھوں نے اختلافی مسائل کے بیان کرنے میں ان ہی کو اساس بنایا ہے۔ یہ اصول بنیادی بانہیں ہیں۔ ملا صدرا فلسفیانہ مباحث میں دیگر اصول سے بھی کام لیتے ہیں مگر اس مختصر گفتار کی مناسبت سے ہم انھیں بیان نہیں کرتے۔ ہماری توجہ اصول و ارکان پر ہے۔ کہیں کہیں فروع سے بھی تعرض رہے گا۔

پہلی اصل: اصالتِ وجود

وجود کی حقیقت اولیٰ واجب بالذات، تمام مخلوقات کا مبدا اور اپنی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ حکما متفق ہیں کہ حقیقتِ مطلقہ ہر قید و حد اور امتزاج سے مبرا ہے لیکن موجودات جو حقیقتِ اولیہ کے ظہور سے ظاہر، اس کے جلوے سے روشن اور اس آفتاب کی شعاعوں سے ذروں کی طرح چمکتے ہیں، عقل کی رو سے دو اسباب سے مرکب ہوتے ہیں:

نورِ وجود سے اور
اس نور کی ایک مخصوص حد سے۔

حکما اس لیے حقیقتِ مطلقہ کے ماسوا کو ممکن الوجود اور ماہیت و وجود کا امتزاج کہتے ہیں۔ ہر موجود بالذات سے صادر شدہ کا اثر یا آثار ہونا طبیعی ہے اس لیے ہر موجود کے لیے ضروری ہے کہ وہ مذکورہ اسباب

میں سے کسی ایک کے ذریعے اپنے اثرات نمایاں کرے۔ اصل و مبدیت سے بحث کرنے والے حکماء اثر و تحقق کو "اصالت" کا نام دیتے ہیں۔ ہر موجود کے اثر کا مبداء "وجود" ہوگا یا "ماہیت"۔ اس معاملے میں حکماء میں اختلاف نہیں ہے کہ "وجود" یا "ماہیت" دونوں مستقلاً آثار کا مبداء نہیں بن سکتے۔ لہٰذا بعض حکماء "وجود" کی اصالت کے قائل ہیں اور بعض ماہیت کے۔

شیخ اشراقؒ سے قبل وجود یا ماہیت کی اصالت کی بات نہ تھی۔ یہ بحث ان کے زمانے سے چل پڑی۔ شیخ اشراق "ماہیت" کی اصالت کے قائل تھے اور بظاہر اکثر فلاسفہ نے ان ہی کی پیروی کی ہے —

صدر المتألہین کے نزدیک "وجود" اصیل ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"پورے عالمِ غیب و شہادت اور کائنات کے ظاہر و باطن میں جو کچھ متجلّی اور موثر ہے وہ حقیقتِ وجود ہے۔ واجب الوجود میں تمام تجلیات نہایت جمال و کمال اور پوری شدت کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ وجودِ واجب کے ماسوا امکانِ نقائص اور حدود و قیود میں اور یہ منازل و مراتب کے اختلاف اور تنزّل کا نتیجہ ہے لیکن پورے عالم میں صرف وجودِ مطلق کا ہی نور و ظہور ہے کہ ھو المتجلّی فی الآفاق کلّھا۔"

ملّا صدرا کہتے ہیں:

"ماہیات: واجب وجود کے مرتبۂ اصیل سے فروتر ہیں۔ یہ حدود و قیود ہیں جو وجود کے تنوّع، دگرگونی اور تنزّل کا لازمہ ہیں۔"

وجود اندر کمالِ خویش ساری است
تعیّنہا امورِ اعتباری است

صدرا کہتے ہیں کہ:

"ظاہری طور پر عقل و فکر کو ماہیت، وجود پر مقدم نظر آتی ہے اور "وجود" "ماہیت" کا عارض معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل "وجود" ہی موجودِ حقیقی ہے "ماہیت" وجود میں جذب و فنا ہونے والی ایک "حد" ہے"۔

من و تو عارضِ ذاتِ وجودیم
مشبکہائے مرآتِ شہودیم

ماہیت کو منطق کی اصطلاح میں "طبیعی کلّی" کہتے ہیں۔ یہ ذات کی حد میں وجود و عدم سے عاری ہ

ہر قید و شرط سے خالی ہے۔ یہ وجود و عدم اور انتساب میں سے ہر صورت میں علت و سبب کی محتاج ہوتی ہے۔ اگر "وجود" اور علتِ ربط بھی اعتباری و عارضی ہو تو ماہیت ایک مفہومِ مجرّد ہی رہے گی اور اثبات اور تحقق سے محروم رہے گی۔ ماہیت، علت کے ذریعے پردے سے باہر آتی اور نمایاں ہوتی ہے مگر علت یا سبب کو متحقق ہونا چاہیے۔ مشہور قول ہے کہ:

"عدم کے عدم کے ساتھ انضمام یا دو امور اعتباری کے امتزاج سے وجود
یا ہستی کبھی منصۂ شہود پر نہیں آسکتے۔"

لہٰذا اصالت وجود کے لیے ہی سزاوار ہے۔ "وجود" ہر موجود کے دو اجزا کی تحلیل سے عبارت ہے اور اسے بالذات متحقق اور خارج میں مشہود ہونا چاہیے۔ یوں "ماہیت" اس کے ساتھ امتزاج پذیر ہو کر قابلِ تحقق بنے گی اور اس کی ذات کی متجرد حالت کو خلعتِ تحقق و اثبات مل سکے گا۔

چنانچہ حکماء کے دونوں گروہ متفق ہیں کہ جب تک وجود کی حیثیت ماہیت کے ساتھ انضمام پیدا نہ کرے ماہیت میں موجودیت کی صلاحیت نہ ہوگی لہٰذا "ماہیت" کو "وجود" سے انتساب کے قابل بنانا چاہیے تاکہ بالذات وہ ثابت اور متحقق ہو سکے، ورنہ بقولِ شاعر ؎

ذات نایافتہ از ہستی بخش
کے تواند کہ شود ہستی بخش!

فروع

صدر المتألہین کے تفکر کے بموجب، اس اصل سے کئی فروع بھی مستنبط ہوتی ہیں:

۱۔ ان کے خیال کے مطابق معلولِ حقیقی اور صادرِ اوّل، وجودِ منبسط ہے۔ یہ امکانی موجودات میں سے ہر ایک میں کسی قید و بند کے ساتھ متحد اور جلوہ گر رہتا ہے۔ پہلا وجود جو مرتبۂ وجوب سے تنزّل پذیر ہوا، وہ عقلِ اوّل ہے۔

۲۔ سب امکانی موجودات، وجودِ واجب کی شئون، اس کے اطوار اور جلوے ہیں۔

۳۔ امکانی موجودات، واجب الوجود کے ساتھ لطیف انتساب و تعلق رکھتی ہیں اس لیے کہ وجودِ واجب سراپا نور ہے اور دیگر موجودات اشعہ، صاحبِ شعاع کے سامنے شعاع کی کیا حیثیت ہے!

۴۔ ملا صدرا کے نزدیک معلول، علت کی شئون میں سے کوئی شانِ نازلہ ہے لہٰذا عقل کی رو سے وہ علت سے ہی قوت پذیر ہے۔ ہر وجود کا حقیقتِ عینیہ کی رو سے عدمِ تام، وجود کی حقیقتِ اوّلیہ کے عدم کو مستلزم ہے۔ واجب وجود خارج میں ہو یا مقامِ تصور میں موجودات کے اعیان ذاتی کو تقویت دینے والا ہے لہٰذا ہر موجود کی حقیقت تک کی رسائی حاصل نہیں ہو سکتی، جب تک کہ اس نے کسی ایسے عارف کامل و واصل سے حضوری کا علمِ شہودی نہ حاصل کیا ہو جو ذاتِ احدیت کا شاہدِ فانی بن چکا ہو۔

۵۔ ہر شے کی حقیقت اس کا خاص وجود ہے جو عقل کی نظر میں حدود و قیود میں محصور و مقید نظر آتا ہے۔

۶۔ ماہیات کی صفت کا ذاتی امکان اور وجودات کا امکان، فقر و احتیاج کا امکان ہے کیونکہ وجود ہر مرتبے میں محض تحقق و وجوب ہے۔

۷۔ واجب الوجود سے ربط و تعلق اور خارجی و ذہنی عدم استقلال کے لحاظ سے امکانی موجودات کی مثال معنی وحرف کی سی ہے۔

۸۔ واجب الوجود کے ساتھ وجودات (ممکنات) کا رابطہ معلول و علت کا نہیں، ذی شان سے شان کا سا ہے۔

۹۔ مجعول بالذات وجود کے جعلِ بسیط سے عبارت ہے۔ ماہیت یا ماہیت کی وجود سے نسبت سے نہیں، ماہیت مجعول بالعرض ہے یعنی مجعول، جعلِ وجود سے متشکل ہوتا ہے۔

۱۰۔ "الانسان الموجود" کا قضیہ یا اس کے بنعی قضایا جو ماہیت و وجود کے سلسلے میں ہیں، صحیح نہیں۔ صحیح قضیہ یوں ہو سکتا ہے کہ "ھذا الخصوص الوجود الانسان"۔

۱۱۔ اشیاء کی واجب الوجود سے نسبت اور واجب الوجود کی اشیاء سے نسبت "اشراقی" ہے اشیاء کے ارتقاء و ابداع کا یہی تقاضا ہے۔ یہ نسبت دیگر نسبتوں کے مقابلے میں مضاف الیہ کے ساتھ خارج میں محقق و مثبت ہے۔

۱۲۔ ہر موجود کے سیرِ نزول و صعود میں مراحل و مراتب ہیں۔ یہ سب وجودِ واحد کی مختلف

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

شئون اور جلوے ہیں۔ اسی کے مطابق انسانوں کے پھر ذاتِ حق کے حوالے سے مختلف درجات بنتے ہیں۔ یہ علمی، عقلی، نفسی اور فطری درجات ہیں جو علم، تجرد، نفس اور فطرت کے رابطے سے وجود میں آتے ہیں۔

دوسری اصل: وحدتِ وجود

مشائی حکماء وجود کو ذات کا مشترکِ لفظی مانتے ہیں اور موجودات کو متضاد۔ ان کے نزدیک افراد وجود حقیقت میں مختلف ہیں۔ اس لحاظ سے ہر فرد اپنی ذات کی حد میں بسیط ہے اور دوسرے فرد سے اس طرح متضاد جس طرح اجناسِ عالیہ میں تضاد ہوتا ہے (دیکھیں معقولاتِ عشرا)۔ پس موجودات میں جو کثرت و تعدد نظر آتا ہے وہ ان مخلوقات کے ذاتی تضاد و تباین کی وجہ سے ہے۔ یہ اشیا کی ماہیت کا تکثر و تعدد ہے۔ صدر المتالہین کے عقیدے میں وجود، مشترکِ معنوی ہے اور حقیقتِ وجود حقیقتِ واحدہ ہے جو تمام مخلوقات میں جاری و ساری ہے اور نفسِ حقیقت کی رو سے یہ حقیقتِ اولیہ سب موجودات میں یکساں ہے۔ وجود اور وحدت متماثل ہیں۔ البتہ وجود کے واحد ہونے کے باوجود اس کے نور کی طرح درجات اور مراتب ہیں۔ چنانچہ نور مختلف موجودات میں مختلف درجات کا نظر آتا ہے۔ نورِ اتم واجب الوجود کا ہے اور وجودِ کامل بھی وہی ہے۔ باقی جو اس سے جس قدر اقرب ہے اسی قدر وہ منورہ کامل ہو سکے گا۔

وحدتِ وجود کی اس نوع کی بحث نادر ہے لیکن متقدم عرفاء و صوفیہ اور صاحبانِ کشف و شہود بھی اس موضوع پر لکھتے رہے ہیں۔ مثلاً رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

چونکہ بی رنگی اسیرِ رنگ شد\
موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد\
گرچہ این رنگ از میان برداشتی\
موسیٰ و فرعون کردند آشتی!

شیخ محمود شبستریؒ کہتے ہیں ؎

وجود اندر کمالِ خویش ساری است\
تعیّنہا امورِ اعتباری است\
من و تو عارفِ ذاتِ وجودیم\
مشبکہائے مرأتِ شہودیم

ندائی آمد از کنج خرابات
کہ التوحید اسقاط الاضافات

خواجہ حافظ کا ایک شعر ہے۔

ایں ہمہ عکسِ مے و نقش مخالف کہ نمود
یک فروغ رخِ ساقی است کہ در جام افتاد

۷۔ فروع

اس اصل کی تابع فروع کا بھی ذکر کر دیں۔

فرع ۱: ملا صدرا کے نزدیک، اس کے عقلی احتمالات کے مطابق، وجود و موجود کی وحدت و کثرت کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

و۔ وجود و موجود کی وحدت

ب۔ وجود و موجود کی کثرت

ج۔ وحدتِ وجود اور کثرتِ موجود

د۔ کثرتِ وجود اور وحدتِ موجود

وحدت موجود اور کثرتِ وجود باطل اور خلافِ مشہود باتیں ہیں۔ وحدتِ وجود و موجود کی بحث صوفیانہ شطحیات میں سے ہے اور عقل و فلسفہ کے رویے سے عاری ہے۔ کثرتِ وجود و موجود کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ یہ عوام کا واہمہ ہے جو وحدت سے محجوب اور بعید ہے۔ صدر المتالہین وحدتِ وجود اور کثرتِ موجود کے معتقد تھے۔ البتہ ان کا طریق حکمائے اشراق کا سا نہ تھا۔ یہ وجود کے لیے کثرت میں وحدت کے قائل نہیں بلکہ اس کو صواب جانتے ہیں کہ کثرتِ موجود کے باوجود وحدت کی بھی حکم فرمائی ہو۔

فرع ۲:

وحدتِ وجود اور کثرتِ موجود دو طرح کے ہیں:

ایک وہ جس سے کثرت میں کوئی وحدت نظر نہ آئے۔ بعض حکمائے اشراق اور الٰہیین اس قسم کے حامی رہے ہیں۔

نوع دوم یہ ہے کہ کثرت کے باوجود وحدت کی حکم فرمائی رہے اور سب مخلوقات میں وحدت ہی

متعلق ہو۔ "اسفار" کی بعض فصول میں ملا صدرا کے کلمات سے مترشح ہے کہ ان کے خیال میں کثرت ظہور وجود میں ہے نہ کہ اس کی حقیقت میں۔ وہ کثرت کو حقیقتِ وجود کے مظاہر میں سے جانتے تھے۔ اس معنی میں جامی کی ایک رباعی ہے۔

اعیان ہمہ شیشہ ہائے گوناگوں بود
کافتاد در آن پرتو خورشید وجود
ہر شیشہ کہ بود سبز یا سرخ و کبود
خورشید در آن ہر آنچہ رو بود نمود

رومی و حافظ کے منقولہ بالا اشعار کے معانی بھی اسی قبیل کے ہیں۔ البتہ "اسفار" کی بعض عبارات اس امر کی حامی ہیں کہ صدرا لمتالہین حقیقتِ وجود میں کثرت کے قائل تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ عظیم اہلِ کشف و شہود اور اکابر اولیاء اللہ کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ شیخ محمود شبستری کے منقولہ ابیات بھی ایسے ہی معانی کے آئینہ دار ہیں۔ "اسفار" کا ایک اقتباس (بصورت ترجمہ) ملاحظہ ہو:

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے سالک جان لے کہ تیرا کام اطاعتِ حق انجام دینا اور اس کے انوارِ عظمت میں غوطہ زن رہنا ہے۔ وہ ہر موجود و مخلوق کا موجد و مخترع ہے۔ اس کی کبریائی اور خلاقیت بے اندازہ و قیاس ہے ہر شے کی علت اور اس کا پشتیبان ہے۔ خلق و امر اسی کے لیے مخصوص ہیں۔ اس کی مخلوقات بے حد و حساب ہیں۔ سب ممکنات اور ممکن الوجود مخلوقات کی علت اس کی واجب الوجود ذات ہے۔ وہی مبدء ہے اور وہی معاد۔ اس کی پیدا کی ہوئی وحدت سے کثرت کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ حقیقتِ وجود میں کثرت ہے مگر وہ وحدت میں مستتر ہے۔ واحد القیوم وہی ذات ہے جس نے کثرت کی رنگارنگی پیدا کی ہے۔ یہ سب متلون کثرت بذریعہ تشکیک اپنے معاد کی طرف رواں دواں ہے۔ اس مادی و جسمانی عالم میں وجودات کی کثرت اس لیے نظر آتی ہے کیونکہ وہ "ماہیات" کے ساتھ ممزوج ہیں۔ "ماہیات"، وجودات کے مقید اور محدود ہونے کی مظہر ہیں۔ جملہ وجودات مدرجات کے تفاوت سے، وجودِ واحد سے منسلک ہیں مگر "ماہیات" کی وابستگی نے انہیں متکثر

کر رکھا ہے۔

ذات سر الاسرار اور غیب الغیوب ہے۔ ذات واجب الوجود کے سامنے دیگر موجودات کی کوئی حقیقت نہیں۔ موجودات امواج بحر ہیں جو مر بلند ہوتی اور مٹتی رہتی ہیں۔ انسانی فہم البتہ "ماہیات" کو ہی بہتر سمجھتا ہے کیونکہ اس سے ورا اس کی رسائی ہی نہیں..... موجودات کی ہر چیز ذات احد کی نسبت سے ارتقا پذیر رہتی ہے۔ یوں وہ اپنے نقص کا اعتراف کر کے ذات واحد کے کمال اور اس کی توحید کی گواہی دیتی ہے۔ ذات احد کو عوالم غیب و شہادت کی سروری ہے دنیا اسی لیے عالم الشہادۃ ہے کہ ہر چیز جار و ناچار عالم غیب کی شہادت دیتی ہے.......

کثرت موجودات، وجود واحد کے مختلف مراحل ہیں:

ہر مرحلہ میں وجود واحد ایک خاص شان اور مخصوص صورت کے ساتھ متجلی ہے۔ یہ تمام مراحل و مراتب اور کثرت وجودات وجود واحد کی شان و تجلی کے سوا کچھ نہیں۔

فرع ۲۷:

صدرائے شیرازی وحدت وجود ذات کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ، بعض درجات و مراتب کے بھی معتقد ہیں جو ایک اصل و حقیقت کے ہی حامی ہیں۔ وہ وجود کے لیے دو نوع کی کثرت کا ذکر کرتے ہیں:

۱۔ کثرت طولیہ

۲۔ کثرت عرضیہ

کثرت طولیہ:

صدر المتالہین کہتے ہیں کہ اگر حقیقت میں وحدت اور ذات کی بساطت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف درجات اور مراتب جلوہ گر ہوں جو اس حقیقت واحد کی شئون و تجلیات ہوں، تو عقل کی رو سے اس کے وقوع میں حرج نہیں۔ "منور" کی مثال دیکھیں۔ اس میں وحدت ذات ہے لیکن قوت اور ضعف کے لحاظ سے اس کے مختلف مراتب اور درجات ہیں لیکن اس کے یہ سب درجات نور کے مفہوم میں متحد اور نور کی جامع تعریف میں مشترک ہیں۔ کثرت طولیہ وجود واحد کی حقیقت کے مراتب متفاوت اور درجات مختلف

سے عبارت ہے۔ عوالمِ وجود کے ششگانہ مراتب میں سے کسی میں بھی یہ کثرت جلوہ گر ہو سکتی ہے اور یہ سب مراتب حقیقتِ واحد کی تجلیات ہونگی۔

کثرتِ عرضیہ:

وجودات کی وجودِ واحد کے شش گانہ مراتب میں سے کسی مرتبے میں "ماہیات" کی نسبت سے تعدد و تکثر سے دوچار ہونے کو کثرتِ عرضیہ کہتے ہیں۔ یوں وجود عقل کی نظر میں محدود و مقید ہوتا ہے جیسے عالمِ جسمانی میں جو حکماء کی تقسیم کے مطابق مراتبِ وجود میں سب سے پست ہے۔ فلک، انسان، حیوان، نباتات اور جیوانات، حقیقتِ وجود کے مطابق ایک ہیں لیکن "ماہیات" کی نسبت کے ذریعے یہ موجودات، متعدد اور متکثر ہو گئے۔

فرع ۴:

کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت:

کثرت میں وحدت سے مراد نورِ وجود کا سریان اور تنزل کے ذریعے اس کا مختلف مظاہر میں جریان ہے۔ یہ سیر وا ثر حدود و قیود پر غالب آجاتا ہے۔ بیچ میں حائل ہونے والے تعینات وجود کو چشمِ عقل کے سوا نہیں دیکھا جا سکتا۔ حدیث شریف ہے:

ما رأیت شیئاً الا رأیت اللّٰہ قبلہ معہ و بعدہٗ

رومی کا جو شعر نقل ہوا اور دیگر منقولہ نوع عبارات واشارات، وہ بھی کثرت میں وحدت کے موضوع کو واضح کرتے ہیں۔

کثرت میں وحدت اس بات سے عبارت ہے کہ موجودات ایک صعودی قوس میں ولب الوجود کی طرف رجوع کریں، تعینات اٹھ جائیں، حدود و قیود ترک ہوں، تمام مراتبِ کمال اور حقائق پوری وحدت اور بساطت کے ساتھ واجب الوجود میں مجتمع ہوں تاکہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کا مصداق ہو۔ مختصر یہ کہ صدر المتالہین کے خیال میں غیب و شہود کا عالم کون دائرے کی طرح ہے اور مظاہر میں اپنی تجلیات سے تمام مراحلِ کون میں اپنی ہستی کو خاص طریقے سے جلوہ گر کرتا ہے۔ کبھی غیب کے مرحلے سے اور ذات کے بطون سے اسماء وصفات اور اس کے بعد عقل، نفس، اجسام، اجرام اور طبائع میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ کبھی ایک جلوے اور رجاذبہ عشق سے خالص ہیولیٰ کو مختلف صورتوں میں پستی سے قرب و تجرد کی بلندی اور پھر مقامِ فنا تک پہنچاتا ہے۔

فرع ۵:
کثرتِ مظاہر:

مظاہرِ وجود کی کثرت اور ان کی مختلف شئون وحدتِ وجود کی ہی مؤکد ہیں:

زلفِ آشفتۂ او موجبِ جمعیتِ ماست
چون چنیں است پس آشفتہ ترش باید کرد

مراتبِ طولیہ کا ہر رتبہ اور کثرتِ عرضیہ کا ہر فرد بسیط الحقیقت اور اس کے ساتھ ساتھ بسیط وجود بھی ہے۔ وجود کی یہ حد اور ہر رتبہ وجود کے تعین کے لیے ضروری ہے اور اس کے خاص مرتبے کا مقدم ہے۔ یہ وجود کی تشکیکِ خاص ہے جس کا ذکر "اصلِ سوم" میں آئے گا۔

فرع ۶:
امتیازِ نقص و کمال:

عام فلاسفہ کی نظر میں امتیازات کی تین اقسام ہیں:

دو چیزوں کا امتیاز ذات سے ہوگا جیسے مقولاتِ عشر کا یا ذات کے کسی جزو سے جیسے انواع یا ذات سے جدا عوارض کا جیسے اشخاص کا تطوّر اور تنوّع۔

ملا صدرا، البتہ، حکمائے اشراق کی متابعت میں اہلِ حقیقت کے نقص و کمال یا ضعف و شدت کو بھی ایک نوع کا امتیاز بتاتے ہیں۔ یوں وہ کثرتِ طولیہ یا کثرتِ عرضیہ کے حوالے سے وجود سے ماہیات کی نسبت کو جانچنے اور ان کے نقص و کمال یا ضعف و شدت کا حکم لگاتے ہیں۔ پس حقیقت کی اصل تمام مراتب اور افرادِ ممتاز میں ایک ہے البتہ درجاتِ وجود کے نقص و کمال یا ضعف و شدت کی بنا پر اشخاص و افراد متفاوت ہوتے ہیں۔

فرع ۷:
حقیقتِ وجود، حقیقتِ تامہ ہے:

حکمائے مشائی حقیقتِ واحدہ میں نقص و کمال یا ضعف و شدت کے امکان کے قائل نہیں۔

ملا صدرا نے البتہ "اسفار" میں لکھا ہے:

> "کوئی شک نہیں کہ حقیقتِ واحدہ کے درجات و مراتب میں نور کے نقص و کمال یا ضعف و شدت کا سا تفاوت موجود اور مشہود ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ اختلاف یا تفاوت یا جزوِ ذات یا ذات سے خارج عوارض

کی بنا پر نہیں ۔ یہ اختلاف نفسِ حقیقت اور اس کے تفاوت سے پیدا ہوا ہے ۔ یہ متفاوت درجات ؛ البتہ ، حقیقتِ وجود کو حقیقتِ تامہ ثابت کرتے ہیں ۔ ذات تعینات کے پردوں سے منعکس ہے ۔ وہ تمام کمالات کی جامع ہے ۔ البتہ ہر وہ موجود میں خاص صورت میں اور اس کے حسبِ حال ممتاز مرتبے میں جلوہ گر ہوتی ہے ۔

تیسری اصل : وجود کی تشکیک :

تشکیک کی دو قسمیں ہیں : عام اور خاص ۔

تشکیک عام وہ ہے کہ مابہ التفاوت ، غیر مافیہ التفاوت ہو جائے جیسے باپ ، بیٹے پر مقدم ہوتا ہے اس مثال میں مابہ التفاوت انسان ہے اور غیر مابہ التفاوت وجود یا زمانِ وجود ہے ۔

تشکیک خاص میں مابہ التفاوت اور غیر مابعد التفاوت ایک ہوتے ہیں ، جیسے نور ، خط اور وجود میں ۔

ملا صدرا کی نظر میں تشکیکِ وجود ، خاص تشکیک ہے ۔ اس کے نفسِ حقیقت سے حقیقتِ وجود کے نفس میں وجودات کے درجات و مراتب میں تفاوت آتا ہے ۔

اس میں شک نہیں کہ صدر المتالہین کی نظر میں وجود تشکیکِ خاص سے متشکل ہے ۔ اس بات کو وہ اپنی کتب و رسائل میں کراراً بیان کرتے ہیں ۔ البتہ یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ ان کے خیال میں تشکیک حقیقتِ وجود کے نفس میں ہے یا ظہورِ وجود میں ۔ ان کی کتب و رسائل خصوصاً "اسفار" سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ظہورِ وجود میں تشکیک کے معتقد تھے ۔ وہ اکثر کہتے رہے کہ واجب الوجود ، حقیقتِ وجود کا نفس ہے جبکہ ممکنات اس کے مظاہر اور آئینے ہیں ۔ "الاسفار" کے آغاز میں وہ "نور" کو تشکیکِ اتفاقی کا اطلاق بتلاتے ہیں ۔ نیز اس کے متفاوت اثرات بتلاتے ہیں ۔ نفسِ اول میں ہی وہ وجودات کی نور او رماہیات کی زجاجات اور ان کے رنگوں کی تشبیہ کے ذکر میں لکھتے ہیں :

> "اس سیاق میں نور کا اطلاق تشکیکِ اتفاقی ہے ۔ پہلی صورت میں اس کا "عرضی" مفہوم ہے ۔ دوسری صورت میں وہ حقائقِ نوریہ سے ہے جس میں اس کے نقص ، قوت اور ضعف کے امتیازات واقع ہوتے ہیں ، جو شیشوں اور رنگوں میں بھی متوقف رہا ، وہ نورِ حقیقی اور مراتبِ حقیقت سے محجوب رہا ۔ وہ "ماہیات" پر ہی متوجہ اور "وجود" سے منحرف رہا ۔ زجاجات اور الوان نور

سے پُر رنگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح دیگر اشیا بھی اپنی اپنی استعداد
اور شائستگی کے مطابق نور سے مستنیر ہوتی ہیں، خصوصاً اعیان کی
صورتیں۔"

اس سے بعد کی عبارت میں ظہورِ وجود میں تشکیک واقع ہونے کا ذکر ہے:

"نورِ واجب الوجود سے جملہ مراتبِ وجودات منوّر ہوتے ہیں۔ نورِ الٰہی ہی
صُورِ اعیان میں سریان کرتا ہے یعنی ماہیات کی ظلمتوں کو دور کرتا ہے
ظہورِ وجود میں تشکیک کے اثر سے ہی موجودات کا ارتقا اور ان کا تکامل
ہے۔"

آگے چل کر وہ نفسِ حقیقتِ وجود میں تشکیک کے وقوع پذیر ہونے کا ذکر کرتے ہیں:

"ہم نے مراتبِ وجود کے اثبات کے لیے کئی طریقے اختیار کیے۔ ان سے
واضح ہے کہ وجود واحد ہے اور اس میں وحدت کارفرما ہے۔ ذاتِ واحد کی
شئوُن اور صفات متعدد ہیں مگر یہ اسی وجودِ واجب سے ہی ضو گیر ہیں۔
عظیم اولیاء و عرفاء اور اہلِ کشف و یقین وحدت الوجود کی یہی تعبیر کرتے
ہیں کہ وجود واحد ہے اور دیگر ممکن الوجود مخلوقات اسی سے مستنیر اور
منقوّم ہیں۔"

اس کے بعد وہ ظہورِ وجود میں تشکیک کو بیان کرتے ہیں:

"وجودات کی کثرت ہویدا ہے۔ یہ سب ذات، اس کے نور اور شئوُن کے
تعیّنات ہیں۔ وجودات، البتہ، تکامل پذیر رہتے ہیں اور مراحلِ ارتقا
طے کرتے رہتے ہیں۔"

اس اصل کی چند فروع:

۱۔ ہر موجود کے درجات و مراتب ہیں اور وہ سب ایک وجود، ایک اصل اور ایک حقیقتِ وجودیہ کے حاکی ہیں۔

۲۔ عاقل و معقول کے اتحاد کے اثبات کی ابتدائی باتیں اسی اصل سے اخذ ہوتی ہیں، وضاحت بعد میں ہوگی۔

۳۔ تمام مراتب کے تجردات جیسے خیالی، عقلی اور کلّی جو نفس کے جسمانی حدوث کے

مسئلے اور "تکلّی" نشوونما میں بدن کے اتحاد سے مربوط ہیں، اس اصل سے بھی مربوط ہیں۔

صدر المتألہین کے عقائد کی روشنی میں چند مسئلے

۱۔ ماہیت کی صفت ذات کا امکان ہے۔ یوں ماہیت وجود وعدم کی کشاکش سے دوچار ہے۔ ...... ملا صدرا امکان کو ماہیت کی نسبت سے غیر اصطلاحی لوازم بتاتے ہیں۔ یہ ان لوازم میں سے نہیں جنہیں علیت کی نسبت ہو۔ اسی لیے وہ کہتے ہیں کہ امکان کی حقیقت حرف کے معنی کی حقیقت کی سی ہے۔ البتہ بعض حکما نے امکان کو اصطلاحی طور پہ لازم قرار دیا اور اس اعتقاد کا اظہار کیا کہ ماہیت امکانِ ذاتی کے تحقق پذیر ہونے کی علت ہے۔ صدرائے شیرازی چونکہ "ماہیت" کو اعتباری اور ہر قسم کی فعلیت سے عاری سمجھتے ہیں، اس لیے وہ امکان کے مقابل علیت کے قائل نہیں۔

۲۔ اکثر علمائے کلام و حکمت نے واجب الوجود کی نسبت سے ممکنات کی نیازمندی اور محتاجی سے بحث کی ہے۔ یہ امکانِ ذاتی کے ضمن کی بحث ہے جس سے "ماہیت" اور عرض مربوط ہوتے ہیں۔ ملا صدرا، البتہ معلولِ حقیقی اور مجعول بالذات وجود کو قرار دیتے ہیں، ماہیت کو نہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک واجب الوجود اور ماہیات میں معلول اور علت یا جاعلیت اور مجعولیت کا تعلق نہیں۔ جاعلیت اور مجعولیت کی نسبت حق اور وجوداتِ امکانیہ کی نسبت کی سی ہے۔ ان کے نزدیک چونکہ وجوداتِ امکانیہ واجب الوجود کی شئونات اور انوار ظہورات ہیں۔ لہٰذا ممکنات الوجود اور اس کے ساتھ ساتھ "ماہیات" کی محتاجی اور افتقار واضح ہے۔

۳۔ حکماء کی اکثریت "ماہیتوں" کو مجعول بالذات مانتی ہے، اس لیے ان کی نظر میں موجودات، موجود فی نفسہٖ لغیرہٖ کے مصداق ہیں، گو وہ کہتے ہیں: "وجود المعلول فی نفسہٖ ھو عین وجودہٖ لعلّتہٖ" لیکن حقیقی اور مستقل وجود وہ واجب الوجود کا ہی مانتے ہیں، ممکنات الوجود کا نہیں۔ ملا صدرا، البتہ، مجعول بالذات اور معلولِ حقیقی کو وجودِ اشیا جانتے ہیں اور معلول کو علت کی شانِ نازلہ اور اس کے

جلووں کا ایک جلوہ مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ علت کے مقابلے میں شان و جلوے کی کوئی مستقل حیثیت نہیں۔ پس وجوداتِ امکانیہ کو واجب الوجود کے سامنے استواری اور استحکام نہیں۔ سب موجودیت کے دعوے کے باوجود واجب الوجود کے دست نگر ہیں۔ یہ احتیاج اشعہ اور منبعِ نور کے حوالے سے واضح ہے۔

۴۔ ہر وجود، واجب الوجود کی شان کا مظہر ہے۔ اس لیے عالمِ وجود کی کسی شے کو فنا نہیں۔ ہر وجود نشاۃ ثانیہ سے متمتع ہوگا اور ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہوگا۔ یہ وثوق و ایقان اس خاطر ہے کہ ہر ممکن الوجود کی نسبت واجب الوجود سے ہے جو دائمی اور فنا ناپذیر ہے اور جس کا عدم محال ہے۔

۵۔ اعادۂ معدوم کے عدم امکان کے بارے میں معروف دلائل کے علاوہ صدر المتالہین وحدتِ وجود سے دلیل دیتے ہیں۔ ہر موجود کے وجود کے تعدد، وجود کے عدم میں بدلنے اور تجلی کی تکرار کے عدم امکان کے دلائل سے بھی انہوں نے اس سلسلے میں استفادہ کیا ہے۔

چوتھی اصل: جوہری حرکت

حرکتِ جوہریہ کی تحقیق اور اس کا اثبات چند اصولوں میں بیان ہوگا:

۱۔ عقل کے تقاضے کے مطابق ہر عرض کی منتہائے مقصود ذات ہے۔ لہٰذا اعراض میں حرکت "ذات میں حرکت" کا موجب ہے۔

۲۔ اعراض، وجود، احکام اور علامات میں "جوہر" کے تابع ہیں۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اعراض کا دوام و ثبات، "جوہر" کے دوام و ثبات کے تابع ہے۔ اسی طرح ان کا تجدد و حدوث، جوہر کے تجدد و حدوث کے ساتھ وابستہ ہے۔

۳۔ عالمِ کون و ہستی میں عمل تکامل و نشو و نما اور ارتقاء محسوس و مشہود ہے اور عقل سے بھی ثابت ہے کہ اشیاء طبعی طور پر نقص و ناتمامی کی تلافی و جبران کرتی اور ارتقا پذیر رہتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں طبعی فیضان مسدود نہیں ہوتا کیونکہ ایسا ہونا تقاضائے فطرت کے خلاف ہے۔ پس کوئی موجود علیٰ حالہٖ پڑا نہیں رہتا، وہ ارتقا پذیر رہتا ہے۔ ناقص وجود بالخصوص فیضانِ طبعی سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اعلیٰ ارتقاء کی صورت میں جلووں کا وفور

ہوتا ہے۔ یوں ہر آن واجب الوجود کے جلوے وجودات کو مستنیر کرتے رہتے ہیں۔
شیخ محمود شبستری نے اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے:

از آن جانب ایجاد و تکمیل
وزین جانب بود ہر لحظہ تبدیل

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ناقص وجود تجلیات سے مستفید ہونے کی جس قدر صلاحیت پیدا کریں گے، اسی قدر تجلیاتِ ازلی سے بہرہ مند ہوں گے اور یوں ان کا نقص کمال میں بدل جائے گا۔

۴۔ حرکتِ جوہریہ کے معنی یہ ہیں کہ جسم کا ہیولیٰ آغازِ ولادت سے کمال کے آخری مراحل تک ہر لحظہ و ہر آن فرد کی نو بنو صورت کو تکامل دیتا اور اس کی 'ذات' کا 'مقوّم' بنتا ہے۔ یوں فرد اپنے سابق اور موجودہ کمالات میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ سیرِ تکامل، تجدّدِ امثال یا خلع و لبس نہیں جیسا کہ بعض عرفا کہتے رہے ہیں۔ ملّا صدرا اسے ارتقائے ذات کہتے ہیں اور "لبس بعد لبس" یا "کمال بعد از نقص" کی تعبیرات سے اسے واضح کرتے ہیں۔ ان کے تفکرات کا لبِ لباب یہ ہے کہ ہر موجود شے جو صراطِ مستقیم پر گامزن ہے، طبیعی جوہری حرکت کے ذریعے ارتقا پذیر رہے گی اور اس کمال کو حاصل کرے گی جو اس ممکن الوجود کی توانائیوں کا خاصہ ہے۔ لہٰذا بقول رومیؒ ارتقا ایک دائمی امر ہے ؎

مُردم از حیوانی و آدم شدم
پس چہ ترسم، کی ز مُردن کم شوم

۵۔ حرکتِ جوہریہ کا موضوعِ بحث جسم کا ہیولیٰ ہے جو ہر آن پہلی صورت سے کامل تر ہوتا رہتا ہے۔ البتہ حرکت کی متصل سرعت سے اس تکامل کا فوری احساس نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کے علاوہ بعض خواص بھی اس حرکت کی تشخیص نہ کر سکے اور اس کا انکار کر بیٹھے۔

دلائل:

ملّا صدرا نے حرکتِ جوہریہ کے بارے میں عقلی شواہد کے علاوہ قرآن مجید، احادیثِ رسولؐ اور بزرگانِ دین کے اقوال سے دلائل دیے ہیں۔ ان کے دلائل کے دو اہم نکتے ہیں:
ایک نکتہ اس قضیے سے مربوط ہے کہ حرکتِ اعراض کی منتہا حرکتِ جوہریہ ہے لہٰذا اعراض کا تغیر و تبدل

جوہر و ذات کے تغیّر و تبدّل کا تابع ہے۔ البتہ اعراض و اوصاف کا تغیّر ہمارے لیے محسوس و مشہود ہے مگر گوہرِ وجود اور ذات کا تغیّر محسوس نہیں ہوتا اس لیے نافہم اس کا انکار کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ علّت و معلول کے درمیان تناسب کے تقاضے کے مطابق معلول کے لیے ضروری ہے کہ وہ اصل علّت کے مشابہ ہو۔ پس ثابت علّت موجود کو بھی ثابت اور متجدد علّتِ موجود کو متغیّر ہونا چاہیے۔ اسی طرح اعراض کے اجسام چونکہ جوہر کے معلول اور اس کی ذات سے ہی صادر ہوتے ہیں۔ اس لیے اعراض کے تغیّر کا نتیجہ ذات و جوہر کی حرکت ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں کمیّت حرکت، جیسے جسم کی ذاتی قوت، ذات و گوہر کی حرکت متصوّر ہوگی۔ علّت و معلول کے درمیان مشابہت مان لینے اور معلول کو علّت کی شانِ نازلہ تصدیق کرنے کے بعد ذات اور وجودات کے ہر وقت تجدّد و حدوث میں رہنے کو تسلیم کر لینے میں کوئی امر مانع نہیں رہتا۔ دوسری اصل کے ذیل میں جوہر کے مقابلے میں عرض کی ناپائداری کا ذکر ہو چکا۔ اس سے واضح ہے کہ "اعراض" جوہر کے تابع ہیں۔ اسی طرح اعراض کا تغیّر و تبدّل جوہر کے تجدّد اور حدوث کے تابع ہے۔ . . . .

حرکتِ جوہریہ کا موضوع

ملا صدرا کی نظر میں تمام عرضیہ و جوہریہ حرکات کی حقیقت جسم ہے۔ اس کی صفات میں ہر لحظہ تبدیلی آتی ہے۔ اس کے باوجود تمام ازمنہ و حرکات میں اس کی حقیقتِ اوّلیہ باقی اور اس کی ذات کی ہویت اور وحدت مصون و محفوظ رہے گی۔ ان کے خیال میں ذات و عرض کی ہر صنف تحتِ جسم میں دخیل ہے اس لیے ہر آن حرکتِ جوہریہ مادہ و جسم میں نئے صدمانی کا سبب بنتی ہے۔ حرکتِ جوہریہ کمال کی طرف سیرِ تدریجی سے عبارت ہے۔ جو فرد مرتبہ دوم میں اس سے استفادہ کرے وہ مرتبۂ اوّل میں استفاضہ کرنے والے سے زیادہ کامل ہوگا۔ البتہ افراد ذاتی اور عرضی اوصاف کی وجہ سے نقص و کمال میں مختلف ہیں۔ ہر کوئی اپنی حد میں محدود ہے اس لیے عقل ہر ایک کی "ماہیت" کے لیے خاص درجے متعین کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتصال و انفصال کا عمل جاری رہتا ہے، کمیت اور کیفیت دگرگوں رہتے ہیں۔ ملا صدرا کے نزدیک ہر جسم کا جوہر یعنی ہر موجود کی ذات و حقیقت، مقدار و کمیت کی طرح دائماً حرکت و تبدیلی اور سیرِ تکامل سے دوچار رہتی ہے۔ حقیقتِ جوہریہ ہر آن کامل تر مرتبے کی حامل ہوتی ہیں۔ یوں جسم لاکھوں جوہری درجات و مراتب طے کرتا ہے۔ یہ درجات حرکتِ جوہریہ کے سبب کہیں متشابہ ہیں، کہیں مختلف لیکن جوہرِ وجود میں وہ متحد و مجتمع ہیں۔

Iqbal Cyber Library
All rights reserved
©2002-2006

افادۂ اصل :

صدر المتالہین نے کئی فلاسفہ کے برعکس متعدد مسائل کو حرکتِ جوہریہ کے تناظر میں حل کرنے کی کوشش کی ہے جیسے نفس کا جسمانی حدوث، اجساد و اجسام کا معاد اور سب موجودات کو ان کی اصل کی طرف مراجعت ...... حکماء حادث کے ساتھ قدیم کے ربط کو وضعِ فلکی کی حرکتِ عرضیہ سے اثر پذیر بناتے رہے۔ ملا صدرا اس کا استناد بھی حرکتِ جوہریہ سے کرتے ہیں۔

اصلِ پنجم: نفس کا جسمانی حدوث

صدر المتالہین نفس کو جسمانی الحدوث مانتے ہیں۔

ان کا اعتقاد نفسیت کے معنی اور بدن کے ساتھ اس کے ربط کے حوالے سے ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نفس آغازِ تکوین میں عالم فطرت میں مولود ہوا اور مادہ کی کوئی صورت اختیار کی۔ حرکتِ جوہریہ کی بنا پر اسے استکمالِ ذاتی کا موقع ملا اور حرکتِ جوہریہ کے سبب وہ تجردِ عقل کا مرتبہ پا کر آخر میں اپنی اصل سے جا واصل ہوتا ہے۔ اس کی نشاۃِ تکوینی کا اوّلین نقش تو عناصرِ عالم سے ہی مرتسم ہوتا ہے پھر وہ مادہ سے نکل کر تجردِ خیالی، تجردِ وہمی اور تجردِ حیوانی کے مراحل طے کر کے تجردِ انسانی کے مرتبے تک آ پہنچتا ہے۔ یہاں عملاً اور علماً وہ بدن سے لاتعلق ہو جاتا ہے اور کامل تجرد سے عقلی وجود بن جاتا ہے۔ یوں وہ اپنی اصل کی طرف مراجعت کرتا ہے۔ اس کی اصل انوارِ ذات کا شعلہ اور جلوہ ہے جس سے وہ متصل ہو جاتا ہے۔ البتہ نفس، بدن کے ربط سے ارتقا پذیری کے قابل ہوا، لہٰذا نفسیت کے مفہوم میں ہم بدن کو شامل کرتے ہیں۔ ملا صدرا، مادے، صورت اور جسمانی آلات و قویٰ کو حقیقتِ نفس کے مختلف مراحل بتاتے ہیں جو ہر مرحلے میں ایک خاص صورت سے جلوہ گر ہوتے رہے ــــ نفس حقیقتِ واحد ہے جو مختلف تجلیات اور عکوس کی صورت میں منعکس ہوتا رہتا ہے لہٰذا بدن و جسم کے جملہ اعضا، آلات اور قویٰ اس کے اجزا ہیں اور کبھی جزو کو کل تو کہہ ہی دیتے ہیں۔ کسی کا شعر ہے ؎

النفس فی وحدتہا کلّ القویٰ
و فعلہا فی فعلہٖ قد انطویٰ

یہ نفس ہی ہے جو جسمانی صورت کے فرشتگانہ ارتقا میں باصرہ، ذائقہ، لامسہ، شامّہ اور سامعہ

کی قوتوں کا مظہر ہے اور ملکوتی عروج میں خیال، واہمہ اور عاقلہ قوی کی اصل ہے۔ مختصر یہ کہ نفس ایک عظیم آیتِ الٰہی ہے۔ سب عوالم میں اور جملہ قوی میں اس کا عمل دخل ہے۔ اسے عوالمِ وجود میں موجود اور فاعلِ مطلق بنایا گیا اور بدن اور قوائے محرکہ و مدرکہ کا موجود اور فاعلِ مطلق اسے ہی گردانا گیا ہے۔

ادراکات اور احساساتِ نفس

ادراکات اور احساساتِ نفس کے سلسلے میں اکثر فلاسفہ کا خیال ہے کہ یہ قوائے نفس اور آلاتِ پنجگانہ میں وارد ہونے والی صورت ہے جو خارجی صورت کے مطابق ہو کر آلاتِ وجود کی قوتِ متمرکز بن جاتی ہے۔ بعد میں نفس آلۂ مرکزی کے ذریعے اس کا احساس کرتا ہے لیکن وہ ادراکات کلی طور پر آلۂ مذکور کا محتاج نہیں بلکہ جس طرح صاحبِ عکس آئینے میں نظر آتا ہے اسی طرح وہ صورت ذاتِ نفس میں منعکس ہو جاتی ہے۔

ملا صدرا کا خیال ہے کہ محسوس صورتیں نفس کے لیے کسی حالت میں قابلِ ادراک نہیں۔ نفس البتہ احساسات کا اثر قبول کرتا اور مادہ سے مجرد محسوس صورت اپنی ذات میں نشوونما کرواتا ہے۔ ادراک، علم اور احساسِ نفس کی یہ مجرد صورت ہے لیکن اس کے ابداع اور نمو و ارتقا میں نفس آلۂ مرکزی کا محتاج نہیں۔ صدرائے شیرازی کے بقول یہ محسوس صورتیں نفس کے لائق ادراک اور عالمِ نفس کے مناسب احوال نہیں۔

چھٹی اصل: عاقل و معقول کا اتحاد

اتحادِ عاقل و معقول فلسفے کا ایک اصول ہے۔

ملا صدرا اسے چار طریقوں سے ثابت کرتے ہیں جن میں سے ایک اسکندر سے منسوب ہے۔ پہلے طریقے کی اساس تین مقدمات پر ہے:

۱۔ وجود للغیر دو نوع کا ہے۔ ایک کا وجود نفسی اور کون نفسی ہے۔ دوسرا اس سے محروم ہے۔ اس کے لیے وجودِ نفسی اور وجودِ رابطہ ایک ہی ہیں۔ اس کی مثال صورتِ معقولہ کی سی ہے جس کی حقیقت معقولیتِ محض ہے اور اس کا وجودِ نفسی عاقل کا وجودِ محض ہے۔

۲۔ صورتِ عقلیہ کی حقیقت نفسِ معقولیت اور اس کا وجود، ایک وجودِ معقول ہے وہ ذات اور صفتِ معقولیت سے اس طرح مرکب نہیں کہ معقولیت اس کی

ذات کا عرض" ہو۔ پس ہر چیز کی صورتِ معقولہ ذات اور صفت میں معقولیت کے نام سے قابلِ تحلیل نہیں بلکہ معقولیت اس کی ذاتِ محض اور اس کے وجود کا طریق ہے.......

۳۔ دوئی یا ثنویت کی کم از کم صورت یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر چیز قابلِ اعتبار اور مستقل ہو جیسے حرکت اور متحرک۔

پہلے مقدمے سے واضح ہے کہ معقولیت سراپا ذات اور اس کی حقیقت ہے۔

دوسرے مقدمے سے واضح ہے کہ معقول، عاقل سے بھی ہے اور اپنی ذات سے متقوّم بھی ہے...... ملّا ہادی سبزواری نے اپنے ایک تعلیقہ میں لکھا ہے کہ معقول بالذات کی اپنے نفس کے علاوہ جو اس کا وجہ ہے اور حقیقتِ محض ہے، کوئی شان و حیثیت نہیں.......

عاقل و معقول کے وجود کا متحد اور ایک ہونا ملّا صدرا کی بحث کا حاصل ہے، جسے انہوں نے "اسفار" اور دیگر کتب میں لکھا ہے اور اس بحث سے انہوں نے بعض فروع بھی مستنبط کی ہیں۔

ساتویں اصل: مادّہ، اس کا اتحاد اور بقاء

ہر چیز کا مادّہ قوت کمال کا حامل ہے یا اس نوع کو تقویت دینے والا اور اسے مکمل کرنے والا ہے۔ مادّہ و نوع حقیقت میں ایک اور اعتباری طور پر دو چیزیں ہیں۔...... صدر المتالہین کے نزدیک مادّہ، صورت کی ایک شان اور مرتبہ ہے اور حقیقتِ کاملہ میں وہ اس کے ساتھ متحد ہے۔ پس مادّہ، نوع اور صورت متناسب رہتے ہیں.......

ملّا صدرا کے تفکّر سے ہر نوع کی جنس یا صورت جنسِ مطلق کا ایک شعبہ ہے۔ مثلاً انسان کی جنس حیوانِ مطلق کا ایک جزو ہے، جو، البتہ گھوڑے یا بیل کی حیوانیت سے ممتاز ہے اور حقیقت میں مادّہ بھی ہے۔ مادّہ و جنس اور صورت بظاہر منفصل بھی نظر آتے ہیں مگر فی الواقعہ وہ متحد رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے مادّہ کے جملہ مراتب اور عوالمِ وجود میں بقاء کا اثبات ہوتا ہے۔

آٹھویں اصل: اشیا کی صورت پذیری

کسی شے یا چیز کے مادّہ کی صورت میں ملاحظہ کرنے میں مادہ تمام مراتبِ وجود میں مذکورہ شئے کے تعین کے سلسلے میں معتبر ہے۔ پس انسان کی حقیقت اس کی نوعی صورت اور نفسِ ناطقہ ہے۔ اس

کی اعراض اور صفات مشہود ہیں مگر وہ سب ایک حقیقت، ذات اور ہوّیت کی شئون متصوّر ہوں گی۔

مادہ کی بقاءِ صورت کے ساتھ اس کے اتحاد اور صورتِ وجود کے ساتھ اس کا تناسب اور شے کی صورت پذیری، ملّا صدرا کے فلسفہ کے اہم عنادین میں سے ہیں۔ وہ بالخصوص معادِ جسمانی کے اثبات میں ان مباحث سے استفادہ کرتے ہیں۔

یہاں تک ہم نے صدر المتألہین کے فلسفیانہ افکار کے اہم تر نکات لکھے ہیں۔ ان میں سے بعض نکات متقدم فلاسفہ و عرفاء کی کتب و رسائل میں بھی تفصیل یا اجمال سے بیان ہوئے مگر ملّا صدرا نے اصل یا فرعی مباحث میں مبتکرانہ اضافہ کیا ہے۔ کئی نکات اور ان کے بارے میں دلائل و براہین سے واضح کیا ہے کہ وہ ملّا صدرا کی ابداعاتِ فکر میں سے ہیں اور گذشتہ چار صدیوں سے متجاوز مدت میں وہ مروّج اور متداول ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔[۱۸]

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

حواشی

۱۔ فلسفۂ عجم : ترجمہ از میر حسن الدین ۔ نفیس اکیڈمی کراچی ۔ طبع ششم ص ۱۲۷ اقبال گو بے نان کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ ۱۹۶۴ء

۲۔ مجلہ دانشکدۂ ادبیات : دانشگاہ تہران ۔ شمارہ ۳۹ مئی ۱۹۶۳ء ۔ مقالہ از دکتر علی اصغر حکمت : از الکندی تا ملا صدرا ۔ ص ۲۸۷ تا ۲۹۴

۳۔ اقبال نامہ (مجموعہ مکاتیب اقبال) ۔ حصہ دوم ۔ مرتبہ شیخ عطا اللہ ۔ لاہور ۱۹۵۱ء ص ۱۶۴

۴۔ فارسی عنوان ہے : فہرست نگارشہائے صدرائے شیرازی ۔ بروشر کے ۴ صفحات ہیں ۔

۵۔ علامہ اقبال کو بظاہر یہی نسخہ پروفیسر اکبر منیر نے بھیجا تھا ۔ حال ہی میں انتشارات مولی تہران نے اس تفسیر کے بعض اجزا جداگانہ طور پر خوبصورت طریق سے شائع ہوئے ہیں سورۂ جمعہ ، سورۂ واقعہ ، سورۂ طارق ، زلزال اور اعلیٰ ۔ تفسیر آیۂ نور ۔ اسی ناشر نے ترجمۂ مفاتیح الغیب کو بھی طبع کروایا ہے ۔ (مترجم)

۶۔ یعنی انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض الخ ....

۷۔ علامہ اقبال کے فلسفۂ عجم یعنی The Development of Metaphysics in Persia میں اس کی طرف اشارہ ہے ۔ Asian Religions

۸۔ اسفار ... کے بروشر (ص ۲۴) کا فارسی عنوان ہے : مبانی فلسفی و معتقدات شخصی صدر المتالہین ۔ مقالہ نگار نے ملا صدرا کے فلسفے پر کئی کتابیں لکھی ہیں ۔

۹۔ یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی مقتول (م ۵۸۷ھ)

۱۰۔ ملا صدرا کے فلسفے کے بارے میں ایک محقق محمد عبدالحق نے چند مقالے لکھے جو ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہوتے رہے ۔ مذکورہ محقق اُن دنوں ڈاکٹر سید حسین نصر کے زیر نگرانی تحقیقی کام میں مشغول تھے ۔ ۱۹۷۲ء میں وہ بنگلہ دیش منتقل ہو گئے اور تحقیق ناتمام رہ گئی (مترجم)